بحث و نظر

انسانی اعضاء کی پیوند کاری

پروفیسر نذیر احمد ہاشمی

ماہ جولائی کے حکمت قرآن میں ''انسانی اعضاء کی پیوند کاری'' کے عنوان سے چوہدری خالد نذیر صاحب کا مضمون شائع ہوا تھا۔ اس پر ہمارے ادارۂ تحریر کے فاضل رکن پروفیسر نذیر احمد ہاشمی صاحب کا تحریر کردہ مختصر تبصرہ نذر قارئین ہے۔ اہل علم حضرات اگر اس موضوع پر قلم اٹھائیں اور اس معاملے کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال سکیں تو ان کے لئے حکمت قرآن کے صفحات حاضر ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اس معاملہ میں اجتہاد کیا جائے اور اس کے تمام گوشے زیر بحث لائے جائیں۔ مثلاً:

۱) انسان کا جو عضو ناکارہ ہوا ہے انسانی جسم میں اس کی حیثیت کیا ہے؟ آیا اس پر حیات انسانی کا مدار ہے' یا وہ انسانی جسم کے کسی بنیادی مقصد کو پورا کرتا ہے یا اس کے ناکارہ ہونے سے انسانی جسم کی فطری زیبائش میں کمی آتی ہے؟

۲) اگر ناکارہ عضو کی جگہ لینے والی چیز کا تعلق غیر ذی روح سے ہے تو اس میں پاکی وناپاکی کا سوال ہوگا۔ دھات یا لکڑی وغیرہ کے بنے ہوئے دانت' ناک' پاؤں' ہاتھ کا استعمال شرعاً کیسے ہوگا؟

۳) ناکارہ عضو کی جگہ لینے والے عضو کا تعلق اگر حیوان سے ہو تو اس کی تفصیلات طے کی جائیں گی' ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم وغیرہ۔ نیز یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اگر انسانی زندگی بچانے کے لئے خنزیر کے والو وغیرہ لگانے کی ضرورت پڑے تو کیا یہ صورت بھی اِلَّامَا اضْطُرِرْتُمْ میں داخل ہوگی؟

۴) اگر متبادل شے انسانی جسم ہی کا جزو ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں: مائع' غیر مائع۔ کیا

ان دونوں کے حکم میں کوئی فرق ہے؟ اگر ہے تو کیا اور کیوں؟ پھر مائع اور غیر مائع دونوں صورتوں میں اس کی آگے دو صورتیں ہوں گی۔

۱) انسانی جسم میں اسی انسان کے جسم کا کوئی جزو یا عضو لگانا۔

۲) دوسرے انسان کے جسم کا کوئی جزو مریض انسان کے جسم میں پیوند کرنا۔

پھر دوسرے انسان کے جسم کا کوئی عضو حاصل کرنے کی صورت میں اس کی اجازت درکار ہوگی یا نہیں؟ نیز اس کے جسم سے عضو کی منتقلی اس کی حیات میں یا مرنے کے بعد' دونوں صورتوں کا حکم وغیرہ بہت سے مسائل ہیں جن کا جواب تحقیق طلب ہے۔لہٰذا دورِ جدید کے اہل علم حضرات کو اس موضوع پر قلم اٹھانا چاہئے۔

زیرِنظر مضمون پر تبصرہ

۱) بطورِ علاج انسانی جسم میں جمادات یا حیوانات کے اعضاء کی پیوند کاری جائز ہے۔

۲) انسان خود اپنے جسم کے کٹے ہوئے حصہ کی دوبارہ اپنے جسم میں پیوند کاری کرسکتا ہے؟ طرفین کے نزدیک جائز نہیں۔ امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہے۔

۳) ایک انسان کے اعضاء کی دوسرے انسان کے جسم میں پیوند کاری کا مسئلہ۔بعض حضرات نے ''الضرورات تبیح المحظورات '' اور ''المشقة تجلب التیسیر'' کے اصول کے تحت اس کی اجازت دی ہے۔لیکن بہت سارے فقہاء نے اس کو مندرجہ ذیل مختلف اسباب کی بنا پر حرام قرار دیا ہے:

۱) علیحدہ شدہ اعضاء کا ناپاک ہونا۔

۲) حرام ہونا۔

۳) انسان کا خود اپنے جسم کا مالک نہ ہونا اور اللہ کی طرف سے اپنے وجود کا امین ہونا۔

لیکن خود فقہاء متقدمین نے انسانی ضرورت کی رعایت کرتے ہوئے مختلف جزئیات میں ان تمام امور کی اباحت کو قبول کیا ہے۔ ناپاک وحرام اشیاء سے علاج کی

اجازت بھی دی ہے اور اپنے جسم میں ایسے تصرف کی اجازت بھی دی ہے جو کسی نص صریح سے متعارض نہ ہو۔ اصل علت جو مانعین کے پیش نظر ہے' وہ انسانی حرمت و کرامت کا تحفظ ہے۔ اکثر فقہاء نے انسانی اجزاء سے انتفاع کو اسی لئے منع کیا ہے کہ انسان متاع خرید وفروخت نہ بن جائے' یہ اس کی شانِ تکریم کے خلاف ہے۔ کتب فقہ میں کثرت سے ایسی عبارتیں موجود ہیں' مثلاً:

۱) **لم یجز بیع شعر الانسان والانتفاع به لان الآدمی مکرم غیر مبتذل فلا یجوز ان یکون شیئ من اجزائه مهانا مبتذلا** (بحر الرائق ٨١/٦)

۲) **ان شعر الآدمی لا ینتفع به اکراماً للآدمی' قیل الانتفاع باجزاء الآدمی لم یجز للنجاسة وقیل للکرامة وهو الصحیح**

(فتاویٰ عالمگیری ٣٥٤/٥)

لیکن کیا موجودہ پیوندکاری کا طریقہ اہانت انسان میں داخل ہے جب کہ اہانت وتکریم کا مدار عرف پر ہے؟ کم از کم موجودہ زمانے میں اس عمل کو انسان کی توہین نہیں سمجھا جاتا' بلکہ الٹا یہ چیز نیک نامی کا باعث ہے۔ ایک جسم انسانی سے خون دوسرے جسم انسانی میں منتقل کرنے کے جواز پر قریب قریب اتفاق ہے' حالانکہ جزوِ انسانی سے انتفاع کو مطلقاً توہین انسانی باور کیا جائے تو اسے بھی ناجائز کہنا چاہئے۔

دوسرے یہ کہ فقہی نظائر کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی جسم کے تحفظ اور بقاء کے لئے قابل احترام چیزوں کی اہانت بھی قبول کی جاسکتی ہے۔ ملاحظہ ہو خلاصۃ الفتاویٰ ۲۶۱/۴۔

علامہ سمرقندی نے تحفۃ الفقہاء میں لکھا ہے: اگر کوئی حاملہ مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کرتا ہو تو اس حاملہ کے پیٹ کو چاک کر کے بچے کو نکالا جائے گا' اس لئے کہ اس میں ایک انسان کو زندگی بخشنا ہے اور کسی زندہ کی موت کا سبب بننے کے مقابلہ میں زیادہ آسان ہے کہ آدمی کی عظمت کے تقاضے کو چھوڑ دیا جائے۔

اسی اصول سے یہ مسئلہ بھی متعلق ہے کہ مضطر اپنی جان بچانے کے لئے کسی مُردہ

انسان کو کھا سکتا ہے یا نہیں؟ مالکیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ نہیں کھا سکتا۔ **وقال الشافعی و بعض الحنفیة یباح وھو اولی لان حرمة الحی اعظم** (المغنی لابن قدامہ ۹/۳۳۵)

مشہور مالکی فقیہہ ابن عربی نے بھی اس مسئلہ میں شوافع کی رائے اختیار کرتے ہوئے کہا ہے: **الصحیح عندی ان لا یاکل الآدمی الا اذا تحقق ان ذلک ینجیه ویحییه** (حوالہ سابق)

اس مسئلہ میں بہت زیادہ تفصیلات ہیں جو تبصرہ میں نقل نہیں کی جاسکتیں۔ ہر طرح کی جزئیات کتب فقہ میں موجود ہیں جن کا احاطہ اس وقت میرے لئے ممکن نہیں۔ مختصر طور پر شریعت نے بعض مواقع پر انسانی وجود اور اس کے اعضاء کو متقوم مانا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی انسان قتل کر دیا جائے یا اس کا کوئی جزو تلف کر دیا جائے تو قاتل اور متلف پر اس کی دیت واجب ہے۔ نیز اس پر بھی اتفاق ہے کہ آزاد انسان کے پورے وجود کی خرید و فروخت نہیں ہوسکتی۔ اجزاء میں بال اور دودھ کی خرید و فروخت کو بھی منع کیا گیا ہے اور وجہ انسانی حرمت و کرامت ہے۔ احناف کے نزدیک دودھ کی خرید و فروخت جائز نہیں، شوافع کے نزدیک جائز ہے۔ فقہاءِ حنابلہ کے درمیان گو اس مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن حنبلی دبستانِ فقہ کے مشہور ترجمان ابن قدامہ کے نزدیک ترجیح دودھ کی خرید و فروخت کے جواز کو ہے۔ لہٰذا احناف کے نزدیک بدرجہ مجبوری ایسے اعضاء کی شراء جائز ہوگی بیع نہیں، جبکہ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک ایسے اعضاء کی خرید و فروخت دونوں جائز ہوں گی۔ اس سلسلے میں ابنِ قدامہ کی یہ عبارت اور اس کا عموم قابل لحاظ ہے:

وسائر اجزاء الآدمی یجوز بیعها فانه یجوز بیع العبد والامة

(المغنی ٤/١٧٧)

خلاصہ بحث

۱) اعضاءِ انسانی کی پیوند کاری کے لئے جو طبی طریقہ ایجاد ہوا ہے اس میں توہین انسانیت نہیں ہے۔

۲)اس لئے یہ جائز ہے بشرطیکہ اس کا مقصود کسی مریض کی جان بچانا یا کسی اہم جسمانی منفعت کو لوٹانا ہو جیسے بینائی۔

۳)اور طبیب حاذق نے بتایا ہو کہ اس کی وجہ سے صحت کا گمان غالب ہے۔

۴)غیر مسلم کے اعضاء بھی مسلمان کے جسم میں لگائے جا سکتے ہیں۔

۵)مُردہ شخص کے جسم سے عضو لیا جا رہا ہو تو ضروری ہو گا کہ خود اس نے زندگی میں اجازت دی ہو۔ نیز اس کے ورثاء کا بھی اس کے لئے راضی ہونا ضروری ہے۔

۶)زندہ شخص کا عضو حاصل کیا جا رہا ہو تو ضروری ہو گا کہ خود اس نے اجازت دی ہو اور خود اس وجہ سے اس کو ضرر شدید نہ ہو۔

۷)اعضاء کی بینکنگ (جیسے بلڈ بینک یا آئی بینک وغیرہ) بھی درست ہے۔ شوافع اور حنابلہ کے ہاں اعضاء کی خرید و فروخت دونوں کی گنجائش ہے اور احناف کے نزدیک بدرجہ مجبوری خرید جائز ہے فروخت جائز نہیں۔

هذا ما عندی و اللّٰه اعلم بالصواب

بقیہ: مقام رسالت اور اس کے تقاضے

عَلَيۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوۡلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۹۴'۹۵)

''جب لوگوں کے پاس ہدایت پہنچ گئی تو انہیں ایمان لانے سے یہ بات مانع ہوئی کہ وہ کہنے لگے کہ کیا آدمی کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے: اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے اور آباد ہوتے تو ہم اُن پر آسمان سے کسی فرشتے کو ہی رسول بنا کر بھیجتے۔''

پھر سورۃ الکہف میں فرمایا:

﴿قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ يُوۡحٰۤى اِلَىَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾

(الکھف: ۱۱۰)

''(اے پیغمبر!) کہہ دیجئے میں تو ایک انسان ہوں تمہاری طرح البتہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا معبود بس ایک ہی معبود ہے۔''